

































آواز بیٹھی ہوئی ہے۔ ”مدنی قافلے میں سفر ہے، اتنے اتنے مدنی قافلوں میں یاد دینی کاموں کیلئے فلاں فلاں شہروں، ملکوں کا سفر کر چکا ہوں وغیرہ وغیرہ کے اظہار کے ذریعے اپنے نفس کی راحت کے طلبگار ہوتے ہیں، اپنا علم و عمل ظاہر کر کے مخلوق کے یہاں مقبولیت اور ان کی طرف سے ہونے والی اپنی تعظیم و توقیر، واہ واہ اور عزت کی لذت حاصل کرتے ہیں، جب مقبولیت و شہرت ملنے لگتی ہے تو اس کا نفس چاہتا ہے کہ میرا علم و عمل لوگوں پر زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونا چاہئے تاکہ اور بھی عزت بڑھے لہذا وہ اپنی نیکیوں، علمی صلاحیتوں کے تعلق سے مخلوق کی اطلاع کے مزید راستے تلاش کرتا ہے اور خالق کائنات کے جاننے پر کہ میرا رب میرے اعمال سے باخبر ہے اور مجھے اجر دینے والا ہے قناعت نہیں کرتا بلکہ اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کی واہ واہ اور تعریف کریں اور خالق کائنات کی طرف سے حاصل ہونے والی تعریف پر قناعت نہیں کرتا، نفس یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں کو جب اس بات کا علم ہو گا کہ فلاں بندہ نفسانی خواہشات کا تارک ہے، شہنشاہ سے بچتا ہے، راہ خدا میں خوب پیسے خرچ کرتا ہے، عبادات میں سخت مشقت برداشت کرتا ہے خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ میں خوب آہ و زاری کرتا اور آنسو بہاتا ہے، دینی کاموں کی خوب دھو میں مچاتا ہے، لوگوں کی اصلاح کیلئے بہت دل جلاتا ہے، خوب مدنی قافلوں میں سفر کرتا کرتا ہے، زبان، آنکھ اور پیٹ کا اُفیل مدینہ لگاتا ہے، روزانہ فیضانِ سنت کے اتنے اتنے درس دیتا ہے، مدرسۃ المدینہ (بالقان)، صدائے مدینہ، مدنی دورہ برائے نیکی کی دعوت کا بڑا ہی پابند ہے تو ان (لوگوں) کی زبانوں پر اس (بندے) کی خوب تعریف جاری ہوگی، وہ اسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھیں گے، اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور سرمایہٴ آخرت سمجھیں گے، حصولِ برکت کیلئے مکان یا دکان پر ”دو قدم“ رکھنے، چل کر دُعا فرما دینے، چائے پینے، دعوتِ طعام قبول کرنے کی نہایت لجاجت کے ساتھ درخواستیں کریں گے، اس کی رائے پر چلنے میں دو جہاں کی بھلائی تصور کریں گے، اسے جہاں دیکھیں گے خدمت کریں گے اور سلام پیش کریں گے، اس کا جھوٹا کھانے پینے کی حرص کریں گے، اس کا تحفہ یا اس کے ہاتھ سے مس کی ہوئی چیز پانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے، اس کی دی ہوئی چیز چومیں گے، اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیں گے، احتراماً ”حضرت! حضور! یاسیدی!“ وغیرہ القاب کے ساتھ شایعانہ انداز اور آہستہ آواز میں بات کریں گے، ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر دُعاؤں کی التجائیں کریں گے، مجالس میں اس کی آمد پر تعظیماً کھڑے



ہو جائیں گے، اسے ادب کی جگہ بٹھائیں گے، اس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے، اس سے پہلے کھانا شروع نہیں کریں گے، عاجزانہ انداز میں تحفہ اور نذرانے پیش کریں گے۔ تواضع کرتے ہوئے اس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا (مثلاً خادم و غلام) ظاہر کریں گے، خرید و فروخت اور معاملات میں اس سے مروت برتیں گے، اس کو چیزیں عمدہ کو الٹی کی اور وہ بھی سستی یا مفت دیں گے۔ اس کے کاموں میں اس کی عزت کرتے ہوئے جھک جائیں گے۔ لوگوں کے اس طرح کے عقیدت بھرے انداز سے نفس کو بہت زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ لذت ہے جو تمام خواہشات پر غالب ہے، اس طرح کی عقیدت مندوں کی لذتوں کے سبب گناہوں کا چھوڑنا اُسے معمولی بات معلوم ہوتی ہے کیوں کہ ”حُبِ جاہ“ کے مریض کو نفس گناہ کروانے کے بجائے اُلٹا سمجھاتا ہے کہ دیکھ گناہ کرے گا تو عقیدت مند آنکھیں پھیر لیں گے! لہذا نفس کے تعاون سے معتقدین میں اپنا وقار برقرار رکھنے کے جذبے کے سبب عبادت پر استقامت کی شدت اُس کو نرمی و آسانی محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ باطنی طور پر لذتوں کی لذت اور تمام شہوتوں (یعنی خواہشات) سے بڑی شہوت (یعنی عوام کی عقیدت سے حاصل ہونے والی لذت) کا ادراک (یعنی پہچان) کر لیتا ہے، وہ اس خوش فہمی میں پڑ جاتا ہے کہ میری زندگی اللہ پاک کے لیے اور اس کی مرضی کے مطابق گزر رہی ہے، حالانکہ اُس کی زندگی اُس پوشیدہ (حُبِ جاہ یعنی اپنی واہ واہ چاہنے والی جھپی) خواہش کے تحت گزرتی ہے جس کے اذراک (یعنی سمجھنے) سے نہایت مضبوط عقلیں بھی عاجز و بے بس ہیں، وہ عبادت خداوندی میں اپنے آپ کو مخلص اور خود کو اللہ کے محارم حرام کردہ معاملات سے اجتناب (یعنی پرہیز) کرنے والا سمجھ بیٹھتا ہے! حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ وہ تو بندوں کے سامنے زینت اور تَصْنَع (یعنی بناوٹ) کے ذریعے خوب لذتیں پارہا ہے، اسے جو عزت و شہرت مل رہی ہے اس پر بڑا خوش ہے۔ اس طرح عبادتوں اور نیک کاموں کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے اور اس کا نام منافقوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور وہ نادان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے اللہ پاک کا قُرب حاصل ہے!

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الہی